ایک دردمندانہ پکار

اے میرے قومی بزرگو! اور خون کے شریک بھائیو!!! اور اے میرے پیارے بچھڑے ہوئے ہندو جاتی کے نونہالو!!! ۔ سنو اور توجہ سے سنو! غور کرو اور گہری غور کرو! اور ایک دردمند دل کی پکار پر کان دھرو۔ کہ وہ آپ کو نہائت ہی محبت بھرے دل اپریم بھرے ہردے، اور گدازشدہ قلب سے اُس پرماتما کے نام سے پکارتا ہے جس کے نام پر آپ لوگ تن من، دھن سبھی کچھ نثار و نچھاور کر دینے کو دوجہان کی سعادت اور حقیقی عزت یقین کرتے ہو۔

میرے سترداخونی بھائیو! اور بھارت ماتا کے سپوتو!!! اگر آپ کو خیال ہو۔ کہ کبھی اس دنیا میں سچے پریم و محبت بے ریا و اخلاص و اخوت اور حقیقی خیرخواہی صحیح ہمدردی وموّدت اور دردمندانہ غمگساری، خیراندیشی و خیرسگالی کے جذبہ کا مظاہرہ ہوا ہے۔ تو میں آپ سے سچ کہتا ہوں۔ اور یقین دلانے کا جو بھی طریق ممکن ہو سکتا ہے۔ اس کو استعمال کرتے ہوئے یقین دلاتا ہوں۔ کہ

میرا یہ کمزور و ناتوان مگر دردمند دل
میرا یہ بے قرار و پریشان مگر سچا ہمدرد قلب

اُن جذبات سے نہ صرف یہ کہ خالی و کورا نہیں۔ بلکہ آپ کی محبت و ہمدردی کے جذبات سے لبریز، آپ کی خیراندیشی و خیرسگالی کے جوش سے موجزن، اور آپ کی بہتری و بہبودی اور سُود و بہبود کے خیالات سے شعلہ زن ہے۔ اور میں مدّتوں سے محبت و پیار اور اخلاص و ایثار کے جذبات کا شکار ہوتا چلا آ رہا ہوں۔ ایک خلش ہے جسکو میں اب دبانے کے قابل نہیں رہا۔ ایک جلن ہے جسکو چھپانے کی اب مجھ میں تاب نہیں [illegible] مدتوں سے اس سٹیم کو دبائے چلا آ رہا تھا۔ جسم میں خون تھا۔ بدن میں طاقت تھی جوانی تھی۔ اور صبر و برداشت کی ہمت تھی۔ مگر اب بڑھاپے ضعف و ناتوانی نے سبھی کچھ لے لیا ہے۔ اور میں واقع میں اب ایک کمزور و ناتوان اور نحیف و ضعیف البنیان انسان ہوں جس کی وجہ سے وہ سٹیم اب نہ سنبھالے سنبھلتی ہے نہ بجھائے بجھتی ہے۔ موت کو سامنے دیکھتا ہوں۔ خدا کے حضور حاضری کا یقین رکھتا ہوں۔ اسی لئے ڈرتا ہوں کہ

اس کے نام اور اس کی صداقتوں کو چھپائے
رکھنے اور اس کے نور کو صرف اپنے ہی
سینہ و دل میں دبائے رکھنے کی وجہ سے

قابل مواخذہ نہ ٹھہروں۔ بخل کا مجرم نہ گردانا جاؤں۔ آپ لوگوں کی بھلائی اور خیرخواہی کے خیال اور اپنے فرض کی ادائیگی کی نیت سے چند سطور عرض کرتا ہوں۔

افسوس میں کوتاہ قلم ہوں۔ اتنا کہ اپنے خیالات کے اظہار سے بھی قاصر ہوں۔ کوتاہ بیان ہوں ایسا کہ مافی الضمیر کے بیان سے عاجز ہوں۔ مجھے نہ الفاظ ملتے ہیں نہ قلم میں طاقت ہے۔ ورنہ مضغۂ دل کو نکال کر کاغذ پر دھرتا۔ اور پھر آپ سے اپیل کرتا جو کبھی خالی نہ جاتی۔ اور ایسا تیر چلاتا۔ جو کبھی خطا نہ ہوتا۔ مجبوراً ٹوٹے پھوٹے الفاظ اور بھدّی سی زبان میں جو کچھ عرض کروں توجہ دیں۔ اور لفظوں کی بجائے غرض و غائت اور روح و مقصود کو مدنظر رکھیں۔

(۱) پیارے بھائیو! آپ جانتے ہیں۔ کہ اس ظاہری نظام عالم کے ساتھ ساتھ ایک دوسرا نظام بھی جاری و ساری ہے جس کو اس کی لطافت و نزاکت کے مدنظر عالم روحانی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور گو ان دونوں عالموں میں کیفیت و کمیت کے لحاظ سے باہم کوئی نسبت نہیں۔ مگر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ یہ دونوں عالم ایک نظام کے ماتحت اور ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو ایسے انطباق اور مناسبت سے چلے جا رہے ہیں۔ کہ عالم ظاہر سے عالم روحانی پر قیاس کرنے والے مقدسین فقہاء نے کبھی کوئی غلط قیاس کیا نہ کوئی غلط قدم اٹھایا ہے۔ اور چونکہ یہ دونو عالم ایک ہی ذات والاصفات سے صادر ہوئے ہیں۔ لہٰذا دونو کا ایک ہی طرز و طریق پر واقع ہونا لازمی تھا۔ تاکہ دونو ملکر اپنے صانع و خالق کی ہستی پر دلالت کریں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ آپ لوگوں کو بھی اس نظریہ میں میرے ساتھ کلّی اتفاق ہو گا۔

میں سمجھتا ہوں۔ کہ دنیا میں کسی کو بھی اس حقیقت سے انکار نہ ہو گا۔ کہ جب جلیٹھ تپتا ہے۔ اور دھوپ تیزی دکھاتی ہے۔ گرمی بڑھتی ہے۔ زمین خشک ہو جاتی ہے۔ ڈھاب تالاب تو در کنار کنوئیں، چشموں تک کے پانی خشک ہونے لگتے ہیں۔ گھاس پات اور ہر قسم کی نباتات سوکھنے جلنے لگتی ہے۔ چرند پرند اور درند تک خوراک کی کمی، پانی کی قلت اور گرما کی شدت سے مرنے لگتے ہیں۔ انسان و حیوان سے لیکر حشرات الارض تک جو زمین کی گہرائیوں میں رہتے۔ اور بنوں و جنگلوں کے آزاد وحوش بلکہ زمین و آسمان میں بے تکلّف تیرنے اور اُڑنے والے پرند، غرضیکہ خدا کی ساری ہی خدائی آسمان کی طرف دیکھتی اور مونہہ کھول کھول کر زبان حال و قال دونو سے اس جسمانی زندگی کے بقاء کے لیئے جسمانی پانی مانگتی ہے تو

خدا کی رحمت جوش میں آتی۔ اس کی محبت موجزن
ہوتی اور دنیا جہان کی پکار کو سنکر بارانِ رحمت
نازل فرماتی۔

اپنی مخلوق کی بھوک پیاس مٹاتی۔ اور مردہ زمین، جلی سڑی دھرتی کو ایک نئی زندگی دیکر پھر تازہ و سرسبز و شاداب کر دیتی ہے۔ اور اس طرح خدا کی ساری مخلوق علیٰ قدر مراتب اپنے اپنے ظرف اور ضرورت کے مطابق اس سے فیض پاتے، امیر ہوتے ہوئے خدا کی حمد کے گیت گاتے، خوشی سے چہچہاتے اور جدا جدا بھی مل مل کر بھی اپنے خالق و مالک کی تسبیح اور ثنا و ستائش کے راگ الاپنے لگتے ہیں کیونکہ اس نے عین ضرورت کے وقت اپنی مخلوق کی پکار سُنی۔ اس کی فریاد کو پہنچا۔ اور اس کی حاجت برآری فرمائی۔ اور

یہی تو اس کی خدائی ہے

کہ جہاں اس نے حق و حکمت سے دنیا و جہان کو بنایا۔ وہاں اُسکو یونہی چھوڑ نہیں دیا۔ بلکہ ہر زمانہ میں اس کی حقیقی ضروریات کے مدّنظر اس کے طبعی خواص، فطری جذبات اور خلقی قویٰ کی پرورش اور ربوبیت کے سامان بھی میسّر فرمائے ہیں۔

بعینہٖ اسی طرح میرے مہاپرشو! بالکل اسی طریق و نہج پر میرے سجنو!! جب دنیائے روحانیت میں قحط اور خشک سالی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ جب مخلوق اپنے خالق و مالک حقیقی سے غافل ہو کر پاپ اور گناہ کی زندگی سے پیار کرنے لگتی ہے۔ اور خدائے واحد و یگانہ کی جگہ اس کی ادنیٰ اور ذلیل مخلوق کو دی جانے لگتی ہے۔ پرم پرماتما کی روحانی تعلیم اور ایشری گیان کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے دنیا کی کشتی گناہ و معاصی کی ظلمات کے گرداب میں پڑ کر غرق ہونے کو ہوتی ہے۔ جب دنیا میں عدل و انصاف کی بجائے ظلم و تعدی اور امن و آشتی کی جگہ عناد و فساد لے لیتے ہیں۔ جب دھرم کی جگہ ادھرم اور ستّ کی جگہ اسَتّ زور پکڑنے لگتا ہے۔ اور نیکی و پُن کی جگہ بدی اور بدکاری جیسے اخلاق رذیلہ کا دور دورہ ہوتا ہے۔ اکاش بانی اور آسمانی پانی کے نزول میں لمبا وقفہ ہو جانے کی وجہ سے روحانی پانی گدلے اور انسانی دست بُرد کی وجہ سے ناصاف ہو جاتے ہیں۔ مرورِ زمانہ کی وجہ سے الٰہی فرمان اور سمادی پرمان کی حقیقت اوجھل ہو کر مغز چھٹ کر صرف قشر ہی قشر پر قناعت ہونے لگتی ہے۔ اور ہوتے ہوتے ایسا زمانہ آ جاتا ہے۔ کہ ہر طبقہ اور ہر رتبہ کے انسان، ہر مذہب اور ہر خیال کے لوگ، ہر فطرت اور ہر درجہ کی مخلوق زبان حال اور زبان قال دونو طرح سے

پکار اُٹھتی ہے۔ اور چلا چلا کر آسمانی پانی
اور روحانی مائدہ کے لیئے مونہہ کھول کھول کر جھولی پھیلا پھیلا کر، دامن بڑھا بڑھا کر، اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر التجائیں کرنے لگتی ہے۔ کوئی زمانے کی خرابیوں سے تنگ آ کر روحانیت کی تلاش اور صداقت کی پیاس میں تڑپتے ہوئے یوں گویا ہے۔

"جب میں یہ نظارہ دیکھتا ہوں۔ تو میری آنکھیں جو لاکھوں برس پیچھے کے بھارت ورش کو دیکھ رہی تھیں۔ موجودہ زمانہ کی طرف واپس آجاتی ہیں۔ لاکھوں برس پہلے جن راکھشوں کو رامچندر نے بگایا تھا۔ وہ آج اتنے بڑھ گئے ہیں۔ کہ آگے پیچھے دائیں بائیں وہی دکھائی دیتے ہیں۔ گھر گھر میں دویش کی اگنی جل رہی ہے۔ بڑے چھوٹوں کو اور چھوٹے بڑوں کو کھا رہے ہیں۔ راجوں کے سنگھاسن ہل رہے ہیں۔ غریبوں کی جھونپڑیاں اکھڑ رہی ہیں۔ نہ بادشاہوں کے دل میں چین ہے۔ نہ مفلس کو اطمینانِ قلب حاصل ہے۔ خود غرضی اور آرام طلبی کا راجیہ ہو چکا ہے دوسروں کا خون چوس کر اپنے جسم کی پرورش کرنے کا جذبہ پورے جوبن پر ہے۔ فساد کی آگ روشن ہے۔ دبھچار کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ جھوٹ فریب

اور مکاری کی اگنی میں لوگ دگدھ ہو رہے ہیں۔ ......
...... غرضیکہ راکھش بھادوں نے دنیا کو ایک
عالمگیر اگن کنڈ میں تبدیل کر دیا ہے۔ اور بھارت
ورش تو خاص طور پر بہشت کی جگہ دوزخ بن
چکا ہے۔" (ملاپ ۸ رنومبر ۱۹۳۱ء)

ایسے وقتوں میں اور ان احساسات کے پیدا ہو جانے پر جو انسانی اضطرار و اضطراب کی انتہائی کیفیت کے مظہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت اور صفتِ ربوبیت جوش میں آتی اور انزال رحمت کے ذریعہ سے روحانی پیاسوں کی سیرابی اور مردوں کی حیاتِ ابدی کا ذریعہ بنتی ہے۔ صداقت و راستی کے متلاشی، خدا کی معرفت کے طالب اور اس کی محبت کے بھوکے سیری حاصل کرتے اطمینان پاتے اور منزلِ مقصود کو پہنچتے ہیں اور ایسے انتظار اور بے قراری کے وقتوں میں آنے والے اوتار یا خدا کے برگزیدہ رسول جو سراسر رحمت بن کر آتے اور پیکرِ صدق و سداد و راستی ہو کر ظاہر ہوتے ہیں۔

گو خدا تو نہیں ہوتے مگر خدا نما ضرور ہوتے ہیں۔ اور خدا تک پہنچنے کی سیڑھی صرف وہی وجود ہوتے ہیں۔

وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب بنتے اور ہلاکت و ضلالت کے ظلمات سے نکال کر دنیا کو اوجِ سعادت پر پہنچاتے ہیں۔ وہ مجسمۂ اخلاق ہوتے ہیں۔ ایسے کہ دنیا و جہان کے لوگ ان کے قدم بقدم چلکر اُن کے نمونہ کی پیروی کر کے روشنی و صداقت کے بلند مینار بن سکتے ہیں۔ وہ پاپ کو مٹاتے، ظلم کو ہٹاتے اور صداقت و راستی اور عدل و انصاف امن و اطمینان کو قائم کر کے

خدا کا حق خدا کو اور مخلوق کا حصہ مخلوق کو دلاتے
اور اسی طرح حقیقی توحید، سچی مساوات اور کامل
رواداری قائم کرتے ہیں۔

میرے واجب الاکرام بزرگو! دوستو اور بھائیو!! میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگ قدیم مہا پُرش۔ رشی۔ منی مہاتماؤں کی اولاد ہو۔ اور آپ بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ کہ ایشر کا قدیم ترین گیان۔ جو کسی کو ملا وہ آپ ہی لوگوں کے باپ دادا اور بزرگ تھے۔ اور خدا کی اس نعمت پر جتنا بھی فخر کریں۔ آپ کو حق پہنچتا ہے۔ کیونکہ آپ لوگ خدا کی قدیم اور بالکل ابتدائی رحمت کے حاملین کی نسل ہیں۔ مگر

میرا آپ سے ایک سوال ہے!

نہایت محبت اور اخلاص کی نیت سے۔ پورے پیار اور پاس ادب سے ایسا جس میں کوئی گستاخی ہے۔ نہ طعن سراسر خیر اندیشی کی نیت سے کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ

کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ زندگی کی وہ روح
اَب بھی اِن چیزوں میں قائم اور موجود ہے؟
جبکہ آپ کو دعویٰ ہے۔ کہ ابتدائے آفرینش
کے وقت اس ایشری گیان میں پائی جاتی تھی؟

"نہیں اور ہرگز نہیں"۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ آپ اگر دیانتداری سے جواب دیں گے۔ واقعات کو مدّنظر رکھتے ہوئے۔ بغیر کسی پکش پات کے بات کہیں گے۔ تو یہی آپ کا جواب ہوگا۔

کیونکہ خود آپ لوگوں کو اقرار ہے۔ کہ زندگی کی وہ روح جو ان تعلیمات کے نزول کے وقت تھی۔ اب موجود نہیں۔ ورنہ بھارت ورش کی وہ حالت نہ ہوتی جو معزز ایڈیٹر صاحب ملاپ نے موجودہ زمانہ کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے اخبار ملاپ ۸ رنومبر ۱۹۳۱ء میں بیان کی ہے۔ اور اگر حقیقت یہی ہے، تو ایک چیز کو محض اس خیال سے گلے لگائے رکھنا۔ کہ وہ قدیم ترین اور پُرانی ہے۔ حالانکہ وہ روح حیات اور آثار و علاماتِ زندگی سے خالی و معرا ہے کہاں کی عقلمندی ہے؟

میرے معزز ہندو بھائیو! میں محض برادرانہ رنگ میں آپ کے قلوب کو اپیل کر رہا ہوں۔ بحث و مباحثہ کی طرح ڈالنا مقصود نہیں۔ کیونکہ وہ راہ محبت و مودت کی بجائے بغض و عداوت کے جذبات کو ابھارتی اور بڑھاتی ہے۔ لہٰذا میں بغیر لمبے چوڑے دلائل و براہین کے انبار جمع کرنے کے بالکل سیدھی اور صاف بات آپ کے سامنے رکھتے ہوئے انصاف آپ ہی لوگوں پر چھوڑتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ آپ ضرور خلوصِ نیّت اور صدق طویّت سے غور فرما کر حق و حقیقت پر پہنچنے کی کوشش کریں گے۔

آپ کے عالم و دانا لوگوں کا طریق عمل اور ندا و پکار خود اس بات پر گواہ ہیں۔ کہ آپ لوگ زمانہ کی خراب و ابتر حالت سے تنگ آ کر منتظر ہیں۔ اور نہایت ہی بے تابانہ و والہانہ رنگ میں تازہ ایشوری گیان اور کرشن بھگوان کی آمد کے لئے چشم براہ ہیں۔ سُنیئے اور توجہ سے پڑھیئے اور پھر صدق و صفا کو دل میں رکھ کر سوچیئے۔ کہ

محترم ڈاکٹر ستیہ پال جیسے آپ کے مشہور لیڈر تیج کے کرشن نمبر میں کس طرح واویلا کرتے اور بھگوان کرشن جی مہاراج کو کس ناز و ادا سے مخاطب فرماتے ہیں۔

"دیکھو مہاراج صاف صاف سُن لو۔ تم نے دریودھن کو بھی کھری کھری سنائی تھیں۔ ہم بھی تمہیں کھری کھری سناتے ہیں۔ اگر تمہاری طرف سے سرد مہری کا برتاؤ رہا۔ تو ہم بھی تم کو بھول جائیں گے۔ نہ ہم رہیں گے نہ تمہارا نوکر رہے گا۔ تمہارا نام بھی ہمارے نام کے ساتھ وابستہ ہے۔ بُرا نہ مانیئے گا۔ روز روز تمہیں بلا بلا کر ہم بھی مایوس ہو گئے ہیں۔ تم ہو کہ آنے کا نام بھی نہیں لیتے۔ اور اس جانب تمہارا خیال ہی نہیں۔ الٹی میٹم دیدیں۔ آخری بات کہہ دیں۔ اگر اَب بھی ہماری چیخ و پکار پر آپ کو دیا نہیں آئی اور ہماری حالت زار پر آپ کو رحم نہ آیا۔ تو پھر ہم بھی تم سے روٹھ جائیں گے۔ اور تم کو یاد کرنا چھوڑ دیں گے۔ ہماری دعا میں تبدیلی ہونے کا احتمال ہے"

(تیج کرشن نمبر ۱۹۳۱ء)

میں سمجھتا ہوں۔ کہ صرف اسی ایک حوالہ کے پیش کر دینے سے میری غرض حاصل اور مقصود پورا ہو جاتا ہے۔ اور مجھے آپکی توجہات کو اپنے مقصد و مدعا کی طرف پھیرنے کے لئے کسی اور دلیل یا حجت و برہان پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے۔ کہ آپ مجھے اپنے گوشت کا ٹکڑا، خون کا جزو، اور پوست کا پارہ سمجھ کر میری بات پر پوری توجہ سے کان دھریں گے۔ اور اگر میرا یہ حسن ظن صحیح ہے۔ تو یقیناً

ع۔ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

مگر احتیاطاً اور محض اس خیال سے کہ طبائع مختلف ہوتی ہیں ایک کو کسی کا قول پسند ہوتا ہے۔ تو دوسرا کسی اور کی رائے کو ترجیح دیتا ہے۔ ایک مختصر مگر جامع اور پُر از حقیقت قول پیش کر کے معاملہ کو آپ کی ضمیر کے حوالے کرتا ہوا۔ کسی رجل رشید کی طرف سے لبیک کی انتظار کروں گا۔

محترم مسٹر شانتی پرکاش صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ فریاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"گذشتہ ایک ہزار برس سے جو ہندوستان میں آفتیں نازل ہوئی ہیں۔ اُن کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ لیکن بیسویں صدی میں سوشل زوال اور پولیٹیکل گراوٹ انتہائی حالت کو پہنچ گئی ہے۔ اگر بھگوت گیتا میں کرشن بھگوان کا وعدہ سچا ہے۔ تو اُن کے اوتار کی سب سے زیادہ ضرورت آجکل ہے۔ اس لئے بھگوان کرشن آؤ جنم لو۔ دنیا میں سے ناپاکی کو دور کرو۔ دھرم پھیلاؤ .... اور یہ وعدہ پورا کرو۔

چو بنیاد دین سُست گردد بسے
نمائید خود را بشکل کسے"

(تیج کا کرشن نمبر ۱۸ راگست ۱۹۳۰ء)

برادرانِ محترم! میں نے جو کچھ پیش کیا۔ میری طرف سے نہیں، بلکہ یہ سبھی کچھ آپ کے مسلمہ قومی لیڈروں کے اقوال اور اُن کے پیچھے دلی جذبات کا آئینہ دار ہے۔ جو اُن کے اپنے ہی الفاظ میں آپ کے سامنے ہے۔ مجھے اس پر کسی حاشیہ چڑھانے کی ضرورت ہے نہ عبارت آرائی کر کے اس کی توضیح و تشریح لکھنے کی حاجت، معاملہ صاف ہے۔ عبارت واضح اور مفہوم عیاں ہے۔ یہ آواز شخصی آواز نہیں بلکہ یقیناً قومی خیالات کی ترجمانی اور واقعہ میں بالکل ہی سچی اور صحیح ترجمانی ہے۔ ایڈیٹر صاحب ملاپ نے اگر زمانہ کی بدترین حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے شکوہ و گلہ کیا ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب محترم نے بھگوان کرشن جی مہاراج سے نہایت ہی والہانہ رنگ میں ناز و ادا کا طریق اختیار کرتے ہوئے، جلد تر جنم دھارن کرنے کی درخواست کی ہے۔ اور اسی طرح مکرم مسٹر شانتی پرکاش صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی نے بھگوان کرشن جی کو اُن کا وعدہ یاد کراتے ہوئے ایفائے عہد کی درخواست کرتے ہوئے جلد تر جنم لینے کی خواہش کی ہے۔
اِن حوالہ جات سے عیاں ہے۔ کہ اَور اقوام عالم

کی طرح ہندو قوم کو بھی بالاتفاق ایک موعود کی انتظار لگی ہوئی ہے جس کے لیئے اُن کے خیال میں یہی بیسویں صدی کا زمانہ اور آجکل کے ایّام مقرر تھے۔ جو خالی گذرتے دیکھ کر دور اندیش اور عقلمند لوگوں میں گھبراہٹ اور بیقراری بڑھ رہی ہے۔ اور اُن کی آنکھیں آسمان کی طرف لگ رہی ہیں۔ اور وہ نہایت ہی درد اور بے صبری سے اس کے جنم لے کر جلد آنے کیلیئے پکار رہے ہیں۔ کبھی وہ دنیا کی بدحالی و بدعملی کے دُکھڑے سُنا سُنا کر بھگوان کرشن جی مہاراج کی سیوا میں عرض و معروض اور بینتی کرتے ہیں۔ تو کبھی وہ پاپ اور ظلم۔ ادھرم اور اَستّ کی ترقی اور راکھشوں کے غلبہ کا ذکر کرکے پرماتما کی رحمت کو جوش میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس کے وعدے یاد کرا کر جلد تر دستگیری و راہ نمائی کے لیئے پکار رہے ہیں۔

میرے معزز ہندو جاتی کے بھائیو! ایک طرف اِن حالات کو ذہن میں مستحضر رکھیئے کہ زمانہ واقعی بزبان حال پکار پکار کر اور چلّا چلّا کر کسی آنے والے کی راہ تک رہا ہے۔ اور آپ لوگوں کے دلوں میں ایک جلن ہے۔ ایک پیاس ہے جسکو بجھانے کے لیئے آپ نہایت ہی بے تابی سے اضطرار و اضطراب کی حالت میں بار بار آسمان کی طرف آنکھیں اُٹھاتے اور ہاتھ پھیلاتے ہو۔ اور دیر ہوتی دیکھ کر گھبراتے اور بچّوں کی طرح بلبلا بلبلا کر پکارتے ہو۔ آپکا پکارنا، ہاتھ پھیلانا، اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھنا بتاتا ہے۔ کہ آپ اس یقین پر بھی قائم ہیں جس کو آپ پکار رہے ہیں۔ وہ واقعی ایسا دیالو اور کرپالو ہے۔ کہ مانگنے والوں کی مضطربانہ دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ اور اپنے بندوں کی سچی پکار اور فریاد کو پہنچتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی حقیقتِ ثابتہ ہے۔ کہ جسکا سوائے شقی ازلی کے کسی کو بھی انکار نہیں۔

پیارے بھائیو! دنیا میں اگر راستی کوئی چیز ہے۔ اور اس کی کچھ قدر و قیمت ہے۔ صداقت اگر کوئی نعمت ہے اس کو ہر قیمت پر حاصل کرنا اور پالینا چاہیئے۔ تو میں اپنے ذاتی علم اور تجربہ کی بنا پر راستی اور صداقت کی مانند اور مضبوط چٹان پر کھڑے ہو کر ببانگ دہل، ڈنکے کی چوٹ بلاتا اور پکارتا ہوں۔ کہ تلاش کرنے والو آؤ، ڈھونڈنے والو دوڑو۔ پکارنے والو سنو۔ صداقت کے متلاشیو۔ اچھلو۔ بلبلانے والو تسلّی پاؤ۔ حق و صداقت کے بھوکے پیاسو، خوشی کے گیت گاؤ۔ کہ تمہارا [illegible] تمہارا مطلوب اِدھر ہے۔ تم جس کو پکارتے پھرتے [illegible] آگیا۔ تمہیں جس صداقت اور راستی کی تڑپ تھی وہ [illegible] ہے جس کے لئے تم جتنا بانہ بلبلاتے پھرتے تھے [illegible] گیا۔ تم سوتے تھے آرام کی نیند میں غافل تھے۔ کہ وہ [illegible] کے اندھیروں میں ظاہر ہوگیا۔ کرشن بھگوان آیا پرگھٹ [illegible] اس نے اپنی سُریلی بنسری سے توحید کا ایسا گیت گایا [illegible] وقت کا ایسا راگ الاپا۔ جس کو میٹھی آواز پر زمین

کے کونوں سے اس کی پیاری گُوپّیں اور محبوب گوپیاں [مخلص مرید اور جاں نثار غلام جیسا کہ عالم روحانی سے آنیوالے تمثیلات میں آسمانی باتیں سنایا کرتے ہیں۔ اور ہر قوم و ملت میں اسکی نظیریں ملتی ہیں مسلمانوں میں ناقة الله (خدا کی اونٹنی) اور عیسائیوں میں باغ اور باغ کے والی کی تمثیل بیان ہوئی وغیرہ] لبیک کہتی ہوئی دوڑیں۔ اور اُس کی خدا نما صحبت سے فیضیاب ہوئیں

مگر

افسوس آپ نے اس کو قبول کرنے کی بجائے رد کیا۔ اُس کے گرد جمع ہونے کی بجائے اس سے نفرت کی اور دور بھاگے۔ اس کے گُن گانے کی بجائے اس کو دشٹ اور راکھش کے نام سے پکارا۔ افسوس تمہارے خالی چراغ تمہارے کام نہ آئے جن کے چراغوں میں تیل تھا۔ انہوں نے جلا کر اجالا کیا۔ اور اپنے پیا کو ڈھونڈ لیا۔ شناخت کر لیا۔ تم اندھیروں میں سر پٹکتے اور ٹھوکریں کھاتے ہوئے ابھی بلبلاتے ہی پھرتے ہو۔ دیکھو عزیزو میں آپ کو ایک پتے کی بات اور معرفت کا نکتہ بتا کر ہوشیار کرنا چاہتا ہوں۔ تا تم اصلیّت کو سمجھ اور حقیقت کو حاصل کر سکو۔ وہ یہ ہے۔ کہ روحانی لوگوں کے کلام میں عموماً استعارات ہوا کرتے ہیں۔ تا دنیا اُن کے نیچے چھپے ہوئے حقائق کے سمجھنے اور ان علوم پر اطلاع پانے کیلیئے محنت کوشش اور مجاہدات سے کام لے کر جہاں خدا کے خاص اور اعلیٰ انعامات کی وارث ہو وہاں اُن کی تشحیذ الاذہان بھی ہو۔ اور روحانی علوم اور سماوی معارف سے ان کو مناسبت پیدا ہو کر خدا اور خدا والوں کے کلام کا سمجھنا ان پر آسان ہو سکے۔ چنانچہ

بھگوان شری کرشن جی مہاراج کے شیریں
اور پُر حقائق کلام میں گوپیاں، بنسری
اور گئوئیں اسی جنس کے الفاظ ہیں۔ جن
کی تہ میں کچھ اور حقائق پوشیدہ و مضمر ہیں۔

مجھے رہ رہ کر آپ پر رحم آتا ہے۔ آپ کی تکلیف کا خیال کرکے دل بھر آتا ہے۔ کہ آنے والا مرد تو آچکا۔ پر اس کی شناخت آپ کو نصیب نہ ہوئی۔ اس کو چھوڑ کر اب اگر دنیا جہاں کو ڈھونڈ ڈالو۔ چراغ لے کر بھی عمریں بسر کرو۔ دوسرا کوئی نہ پاؤ گے۔ کیونکہ بھگوان کرشن جی کی آپکو انتظار تھی۔ وہ نور جس کی آپ کو تلاش تھی۔ اس سے آپ نے مونہہ موڑ لیا۔ اور پیٹھ پھیر لی ہے۔

میں آپ کو جگاتا ہوں۔ ہوش کرو اور سنبھلو۔ ابھی وقت ہے۔ اب بھی وقت ہے۔ قبول کر لو۔ بھلا ہوگا۔ کیونکہ اس کا نظیر ہاں حسن و احسان میں اس کا نظیر دنیا میں موجود اور آپ کے سامنے کھڑا پکار رہا ہے۔

پیارے متر و! میں اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ کرشن بھگوان جی مہاراج کے اپنے لفظوں میں آپ کو اس کی آمد کی خوشخبری سناتا ہوں۔ سنو اور قبول کرو۔ اور دوڑ کر اس کے چرنوں پر گر جاؤ۔ کہ اس سے بڑھ کر سعادت کوئی نہ ہوگی۔ دیکھو سنو! آسمانی آواز پر کان دھرو۔ نرسنگا بج رہا ہے، بھگوان کرشن جی مہاراج کا۔ ذرا توجہ سے سنو:۔

(۱) جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا اندنوں میں انتظار کرتے ہیں۔

وہ کرشن میں ہی ہوں

اور یہ دعوےٰ صرف میری طرف سے نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ

جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونیوالا ہے، وہ تو ہی ہے

(یہ خدائی کلام قریباً سنہ ۱۹۰۴ء کا ہے)

(۲) آریوں کا بادشاہ

(تتمہ حقیقت الوحی صہ ۸۵)

(۳) مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا۔

ہے کرشن رودر گوپال
تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے

سو میں کرشن سے محبت کرتا ہوں۔ کیونکہ میں اُس کا مظہر ہوں۔ (لیکچر سیالکوٹ)

(۴) میں ان گناہوں کو دور کرنے کے لیئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے۔ ... جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں۔ ایسا ہی

راجہ کرشن

کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ روحانی حقیقت کی رو سے

میں وہی ہوں

یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ **وہ خدا جو زمین اور آسمان کا خدا ہے اُس نے میرے پر ظاہر کیا ہے** اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے۔ کہ

تو ہندوؤں کیلیئے کرشن

اور مسلمانوں اور عیسائیوں کیلیئے مسیح موعود ہے

یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر میں رہ نہیں سکتا

(لیکچر سیالکوٹ صہ ۲۰)

(۵) خدا تعالےٰ نے کشفی حالت میں بارہا مجھے اس بات پر اطلاع دی ہے۔ کہ

آریہ قوم میں کرشن نام ایک شخص گزرا ہے وہ خدا کے برگزیدوں اور اپنے وقت کے نبیوں میں سے تھا۔ اور ہندوؤں میں اوتار کا لفظ درحقیقت نبی کے ہم معنی ہے۔

اور ہندوؤں کی کتابوں میں ایک پیشگوئی ہے۔ اور وہ یہ کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار آئیگا۔

جو کرشن کے صفات پر ہوگا اور اس کا بروز ہوگا

اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ

وہ میں ہوں

کرشن کی دو صفت ہیں۔ ایک رودر یعنی درندوں اور سؤروں کو قتل کرنے والا۔ یعنی دلائل اور نشانوں سے۔ دوسرے گوپال یعنی گائیوں کو پالنے والا یعنی اپنے انفاس سے نیکوں کا مددگار۔ اور یہ دونوں صفتیں مسیح موعود کی صفتیں ہیں۔ اور

یہی دونوں صفتیں خدا تعالےٰ نے مجھے عطا فرمائی ہیں۔

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲۰)

(۶) کشفی طور پر ایک مرتبہ مجھے ایک شخص دکھایا گیا۔ گویا وہ سنسکرت کا ایک عالم آدمی ہے۔ جو کرشن کا نہایت درجہ معتقد ہے۔ وہ میرے سامنے کھڑا ہؤا۔ اور مجھے مخاطب کر کے بولا کہ:

ہے رودر گوپال تیری اُستت گیتا میں لکھی ہے۔

اس وقت میں نے سمجھا۔ کہ تمام دنیا ایک رودر گوپال کا انتظار کر رہی ہے۔ کیا ہندو۔ کیا مسلمان اور کیا عیسائی۔ مگر اپنے اپنے لفظوں اور زبان میں اور

سب نے یہی وقت ٹھیرایا ہے

اور اس کی یہ دونوں صفتیں قائم کی ہیں۔ یعنی سؤروں کو مارنے والا اور گائیوں کی حفاظت کرنے والا۔

اور وہ میں ہوں

جس کی نسبت ہندوؤں میں پیشگوئی کرنے والے قدیم سے زور دیتے آئے ہیں۔ کہ

وہ آریہ ورت میں یعنی ملک ہند میں پیدا ہوگا

اور انہوں نے اس کے مسکن کے نام بھی رکھے ہیں۔ مگر وہ تمام نام استعارہ کے طور پر ہیں۔ جن کے نیچے ایک اور حقیقت ہے۔

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳۰)

(۷) ایک بڑا تخت مربعہ شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہؤا ہے جس پر میں بیٹھا ہوں۔ ایک ہندو کسی کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے۔ کہ

یہ ہے

پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے۔ اتنے میں ہجوم میں سے ایک ہندو بولا

ہے کرشن جی رودر گوپال

(البدر جلد ۲ نمبر ۴۱ و ۴۲ صفحہ ۳۲۲)

(۸) دو دفعہ ہم نے رویا میں دیکھا۔ کہ بہت سے ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔

یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں

اور نذریں دیتے ہیں۔

اور ایک دفعہ الہام ہؤا۔

ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو تیری اُستتی گیتا میں موجود ہے

(تذکرہ صفحہ ۲۹۷ - ۱۱ اپریل ۱۹۰۷ء)

(۹) **پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور سے رجوع ہوگا۔**

(تذکرہ صفحہ ۲۸۸)

براہین اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔

(۱۰) **راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے** درحقیقت **ایک ایسا کامل انسان تھا۔** جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ اور اپنے وقت کا

اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے رُوح القدس اترتا تھا

وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔

وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا

جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔

وہ خدا کی محبت سے پُر تھا۔ اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۰)

میرے بزرگو! بھائیو!! اور دوستو!!! ہندو جاتی کے نونہالو اور ہونہار قوم کے سپوتو! میں آپ سب سے نہایت ادب اور محبت کے مقام پر کھڑے ہو کر بنیتی کرتا اور التجاء کرتا ہوں۔ کہ دل کو ہر قسم کے پکش پات سے خالی اور ہر قسم کے تعصب، ضد اور ہٹ سے صاف کر کے ٹھنڈے دل سے سوچو اور پھر غور کرو۔ کیونکہ میں نے خدا کا مقدس کلام، ربانی بانی خود بھگوان کرشن کی زبانی آپ کے سامنے رکھی ہے۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اس زمانہ میں جس بزرگ کرشن کی آمد کی آپ کو انتظار ہے جس خدا کے برگزیدہ بھگوان کرشن جی مہاراج کے متعلق آپ کی کتب میں پیشگوئی ہے۔ اور جس خدا کے پیارے نبی کرشن کی آپ لوگوں کو اس زمانہ میں تلاش ہے۔ وہ سچ مچ اسی مقدس اور کامل انسان کے جامہ میں ظاہر ہؤا ہے۔ جس کا نام نامی اور اسم گرامی

مرزا غلام احمدؐ قادیانی

ہے۔ جس چشمۂ حیات کی آپ کو ٹوہ تھی۔ جس نور کے آپ طالب تھے جس حقیقت کی آپ کو پیاس تھی جس سجن کیلئے آپ بے تاب تھے۔ جس بھگوان کی آپ کو جستجو تھی۔ اور جس یار کو پانے کے لئے آپ مرنے کو تیار اور جس کی خاطر سبھی کچھ تیاگ دینے پر کمربستہ تھے۔ وہ موعود آپ کا موعود و مقصود بلکہ کل دنیا کا موعود و مقصود بھگوان کرشن جی مہاراج کی خُو بُو اور صفات لے کر اس بزرگ اور مقدس نبی آخرالزماں کے لباس اور شکل میں ظاہر ہو چکا ہے۔

مان لو۔ اور قبول کر لو۔ سکھ پاؤ گے دو جہان میں اور بھلا ہوگا یہاں بھی اور آگے چلکر بھی

مَیں آپ ہی میں سے آیا ہوں۔ مجھے پرماتما نے اپنی کرپا سے خود اس مقدس ہستی کے چرنوں میں پہنچا دیا۔ اور کم و بیش بارہ برس اس کی صحبت سے فیض پانے کی توفیق بخشی۔ مجھے ہمدردی مجبور کرتی اور بار بار اکساتی رہی ہے۔ کہ اس نور کی آپ لوگوں کو بھی خبر دوں۔ اس ہیرے اور لعل کی قدر و قیمت قدر شناس لوگوں یا اس کی صحبت میں رہنے والے خوش نصیبوں کے سوا کون جانے۔ آپ لوگ جس کی تلاش میں ہیں۔ اس کا پتہ میں نے دے دیا۔ اور نہ صرف پتہ دیا۔ بلکہ میں نے آپ بیتی کی ساری کہانی بھی آپ سے کہہ سنائی ہے۔ خدا آپ کے دلوں کو کھولے اور آنکھوں کو بینائی بخشے۔ تاکہ آپ بھی اس گوہر کو شناخت کر کے مستفیض ہوں۔ آمین

میرے بھائیو! دیکھو ہوشیار رہنا۔ شیطان کے دھوکے سے بچنا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ اس کی کسی چال میں آ جاؤ۔ دیکھو! یہ ذات پات کے بندھن انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ خدا نے ہرگز نہیں بنائے۔ وہ ذات پات اور قومیّت کے بندھنوں سے بالکل بالا اور آزاد ہے۔ دیکھیئے اس کا سورج، اس کا چاند، اس کا پانی، اور اس کی ہوا، اس کی زمین اور اس کی آگ کس طرح بلا امتیاز، بلا لحاظ ہر قوم اور ہر جاتی کو یکساں فائدہ پہنچاتی ہیں۔ بھلا کبھی آپ نے محسوس کیا۔ کہ خدا کا سورج صرف ہندوؤں کے کھیتوں اور باغوں کو پکاتا یا اس کا چاند صرف انہی کے پھلوں میں حلاوت و شیرینی ڈالتا ہو۔ یا اس کے پانی سے صرف ہندوؤں کی پیاس بجھتی ہو۔ اور ہوا صرف انہی کی پرورش کرتی ہو۔ یا زمین صرف ہندو کہلانے والوں ہی کے بیج اگائے۔ اور آگ صرف اسی خاص قوم کے کھانے پکانے کی طاقت رکھتی ہو؟

نہیں اور ہرگز نہیں۔ بلکہ جسطرح اللہ تعالےٰ کی یہ نعمتیں ہر انسان اور ہر قوم کے لئے یکساں مفید رہی ہیں رہتی ہیں اور رہیں گی۔ اسی طرح اس کی روحانی نعماء کسی

خاص قوم وملت کے لئے کبھی مخصوص ومحدود رہیں نہ ہیں۔ اور نہ آئندہ کبھی مخصوص ومحدود رہیں گی۔ کوئی قوم نہیں جس میں خدا کا نبی نہ آیا ہو۔ اور اس کو شکوہ ہو۔ کہ ہم خدا کی اس نعمت سے محروم ہیں۔ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر یہ وہ حقیقت ہے۔ کہ جو اس زمانہ کے نبی، نبی آخرالزمان کرشن جی بھگوان نے قرآن کی تعلیم سے اخذ کرکے دنیا پر ظاہر فرمائی۔ اور اس طرح جہاں دنیا اور دنیا والوں کے علوم و عرفان میں زیادتی فرمائی، وہاں خدا کے ہزاروں لاکھوں برگزیدہ اور مقبول نبیوں کی عزت اُن کا احترام اور وقار قائم کر دیا۔ اور اُن کی نبوت کو دنیا وجہان سے منوا کر ان کی توقیر اور اس کا تقدس دلوں میں قائم کر دیا۔ اور دنیا کے لٹریچر میں ایسا ایک تغیر عظیم پیدا کر دیا ہے۔ جس کی مثال صدیوں تک تلاش کرنے کے باوجود ملنی مشکل ہے۔ (یہ مضمون بہت وسیع ہے۔ میں نے صرف اشارۃً اس کا ذکر کیا ہے)

الغرض یہ خیال کہ **غلام احمد کے وجود میں بھگوان کرشن کا اوتار**؟ آپ کی راہ میں روک نہ ہو۔ خدا کی خدائی کا رستہ محصور نہیں ہو سکتا۔ اس کی نظرِ انتخاب بالکل صحیح اور حق وحکمت پر مبنی ہوا کرتی ہے۔ وہ اپنی عطاء و دَین کے متعلق پوچھا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ اس کی نظر ساری نظروں سے وسیع اور تمام علوم پر حاوی ہے۔

پس آپ اس تعجب میں حیران وسرگردان نہ پڑے پھریں۔ بلکہ خدا کو اپنی کشتی کا ناخدا بنا کر کشتی کو خدا پر چھوڑ کر اسی کی ہدایت اور مدد کا سہارا تلاش کریں۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی مخلوق سے پیار کرنے والا ہے۔ نہ حق وہدائت کی راہ نمائی کرنے والا۔

دیکھو بھائیو! میں نے چونکہ آپ ہی کے اندر جنم لیا۔ پرورش پائی۔ اور ہوش سنبھالے۔ میں آپ کی قوم کی بعض خصوصیات کو جو اصل الدین کے طور پر گویا قومی طغرائے امتیاز کی حیثیت رکھتی ہیں۔ طبعًا اور فطرتًا جانتا پہچانتا ہوں۔ میرا دل اور دماغ ان سے اتنا متأثر ہے۔ کہ ان میں سے بعض کے متعلق دلائل دینا تو درکنار آپ کو یاد کرانا یا اشارہ کرنا بھی آپ کی توہین کے مترادف سمجھتا ہوں۔ مثلاً صلح جوئی۔ امن پسندی اور مرنج مرنجان کی پالیسی آپ کا ایک قومی خاصہ ہے۔ اور بدظنی، بدگوئی سے پرہیز کرتے ہوئے بلا امتیاز اپنے اور پرائے سبھی بزرگوں کا ادب واحترام کرنا اور ہر کسی کے آگے زانوء ادب　　کرتے ہوئے محبت واحترام سے سیس نوانا اور سر جھکانا بھی آپ کا قومی کیریکٹر ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ پرمیشر پرماتما کے نام کا ادب و احترام بھی آپ لوگوں کے دلوں میں بہت بڑی حد تک جاگزیں ہے۔ جس کی وجہ سے خدا کے نام پر کچھ کہنے اور سنانے والوں کی طرف آپ پوری توجہ اور گہری محبت سے جھک جاتے ہیں۔ آپ کے دل نرم ہو کر سننے اور قبول کرنے پر آمادہ ہو جایا کرتے ہیں وغیرہ میں نے اسی اثر وخیال کے ماتحت، اسی حسنِ ظن اور جرأت کے باعث اور ہندو قوم کے اسی کیریکٹر وخصوصیت کی وجہ سے موجودہ زمانہ کے عظیم الشان اوتار بھگوان کرشن جی مہاراج کے دعاوی کے دلائل بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ کیونکہ اوّل تو میں اس علم ویقین پر ہوں۔ کہ وہ مقدس ترین وجود باوجود کوئی ایسی گمنام چھپی ہستی یا غیر معروف اور گمنام شخصیت نہیں۔ کہ دنیا اس کے اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ سے لاعلم وبے خبر ہو۔ بلکہ خدا کا وہ برگزیدہ مدتوں سے کیا بلحاظ اپنے اخلاق واطوار اور کیا بلحاظ اپنے اوصاف وایثار اور کیا بلحاظ اپنی مسلمہ بے عیب وبے داغ واعلیٰ چال چلن، جود وسخا، عفو وعطا، علم وفضل۔ رحم وکرم۔ حلم وحیا۔ پارسائی واتقاء خوش خلقی۔ ہمدردی وملنساری۔ دیانت وامانت اور توکل وراستبازی غرض تمام اعلےٰ اخلاق کا مجسمہ اور اعمال صالحہ کا پتلا کامل نمونہ اور سچا اسوہ تھا۔

> وہ جس نے کبھی بندوں پر جھوٹ نہ بولا
> خدا پر کیوں جھوٹ بولنے لگا؟

وہ جس نے صدق وصداقت کی خاطر ہزاروں لاکھوں کی جائیدادیں۔ بلکہ بھائی بند اور رشتہ دار تک قربان کر دینے سے دریغ نہ کیا ہو۔ وہ جس نے سچ اور راستی کو قید وبند کے خوف یا ذلت ورسوائی کے ڈر سے کبھی ہاتھ سے نہ دیا۔ اس کے متعلق ایسا گمان کرنا۔ کہ نعوذ باللہ اس نے خدا پر جھوٹ بولا۔ اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے اُسے نہیں کہا۔ وہ کچھ اپنے نفس سے اس نے خدا کی طرف منسوب کر دیا۔

> ایک ایسی جسارت اور دلیری ہے۔ جس کا
> کم از کم میں تو ہندو قوم کے کیریکٹر کے
> مدِّنظر وہم بھی نہیں کر سکتا۔

دوم یہ کہ میں اس امر سے بھی واقف وآگاہ ہوں۔ کہ ہندو قوم ایک بہت پرانی اور تجربہ کار واقع ہوئی ہے۔ اور بڑے بڑے علوم اور تجارب کا نچوڑ اس نے چھوٹی چھوٹی ضرب المثلوں یا فقروں میں نکال رکھا ہے۔

> سانچ کو آنچ نہیں۔ جھوٹ کے پیر نہیں۔
> سچ کا بول بالا۔ جھوٹ کا مونہہ کالا۔

ایسے جامعہ مانعہ نپے تلے فقرے قَلَّ ودَلَّ الفاظ ہیں۔ جن کی تہ میں باریک درباریک علوم وسیع تجارب کا نچوڑ انمول موتی۔ اور سچے معارف چھپے ہوئے ہیں۔ جن کی موجودگی میں بلکہ اُن کے زبان زد خلائق ہوتے ہوئے میں تو یہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کہ ہوشیار اور دوربین ہندو قوم معمولی سے معمولی کسی چھوٹی موٹی دنیوی حکومت کے جعلی چپڑاسی بننے والے کے انجام سے واقف وآگاہ ہونے کے باوجود

> سچے اور جھوٹے کھرے اور کھوٹے اصلی
> اور نقلی، حقیقی اور جعلی حتّٰی کہ صادق اور کاذب تک

میں تمیز کی عقل سے معرا، شناخت کے جوہر سے خالی اور ایسے جوہر شناسی کے ہنر سے عاری ہو۔ خصوصًا جبکہ وہ خود بارہا اس امر کا اعلان بھی کر چکی ہو۔ کہ:—

> ہم یہ تسلیم کیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ وہ کیا
> بلحاظ لیاقت کے اور کیا بلحاظ اخلاق اور کیا
> بلحاظ شرافت کے ایک بڑے پایہ کے انسان
> تھے۔　　(پربھ پرچارک)

اُن کی ذات والاصفات کے متعلق کوئی بدگمانی آپ کریں؟ حاشا وکلا۔ لہٰذا میں اس پہلو کو سلیم الفطرت اور صحیح الدماغ نیک نہاد ہونہار نونہالوں اور جاتی کے سپوتوں کے صافی قلوب کی غور وفکر کیلئے چھوڑ کر بھگوان کرشن جی مہاراج کے خصائل واوصاف اور حضورؑ کی وضع قطع اور حلیہ بانا کے ذکر کی طرف توجہ کرتا ہوا اپنے بزرگوں بھائیوں اور متروں کی باریک نظر، دوربین آنکھ اور تیز دماغوں کو اپنے ذیل کے بیان کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔

بھگوان کرشن جی مہاراج کی دو مشہور صفات جو خاص طور سے مذکور اور نمایاں رنگ میں بیان ہوتی چلی آرہی ہیں۔

رُدّر اور گوپال

یعنی پاپ، گناہ اور بدی وبدکاری کو دور کرنا۔ درندہ صفت سوٗر خصلت ادھرمی اور ناستک خیالات اور ظلم وفساد کو دور کرکے اُن کی جگہ نیکی، نیکوکاری۔ دھرم اور ایمان، امن وآشتی۔ صلح وسلامتی کو دنیا میں رائج وقائم کرنا۔ اور مختصر یہ کہ

> گناہ کو مٹا کر نیکی کو قائم کرنا

یہ دو کام ہیں۔ اور حقیقۃً جب سے یہ دنیا جہان چلے آرہے ہیں جسقدر بھی راستباز، رشی، منی اور اوتار، انبیاء کرام اور مرسلین عظام خدا کی طرف سے مبعوث ہوئے۔ اُن سب کا یہی کام اور مشترکہ مشن ہوتا چلا آیا ہے اور جس طرح خدا کے وہ مقدس اور پاکباز بندے سارے کے سارے ایک ہی جوہر کے ٹکڑے ہوتے ہیں۔ ایک ہی چشمہ سے فیض پاتے اور ایک ہی نور سے نور حاصل کرکے دنیا میں آیا کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سب کا کام بھی علیٰ قدرِ مراتب زماں ومکان کے لحاظ سے ضرورت اور اہتمام کی بنا پر کم وبیش قدر مشترک ہی پر مشتمل رہا ہے۔

پاپ اور گناہ کی مختلف حالات اور کیفیات کے مدِّنظر مختلف تعریفیں کی جا سکتی ہیں۔ مگر موجودہ زمانہ کے حالات کے لحاظ سے ملکی فضاء اور قومی مناقشات کو سامنے رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں۔ کہ گناہ کی بہترین تعریف وہی صحیح اور حقیقی ہو سکتی ہے۔ جو نبیٔ زماں حضرت کرشن جی بھگوان نے دورِ حاضرہ اور زمانہ کے فتن کو ملحوظ رکھتے ہوئے شدت اثر اور نتائج کی ہولناکی کی دہشت محسوس کرتے ہوئے کی ہے۔ اور وہ یہ ہیں:—

> **دنیا میں گرچہ ہوگی سو طرح کی بُرائی**
> **پاکوں کی ہتک کرنا سب سے بُرا ہی ہے**

اور اس حقیقت سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ واقعی یہ گناہ

بہت خطرناک اور بھیانک فسادات اور قوموں کے درمیان جنگ و جدال اور نفاق و انشقاق کا موجب ہو کر قوموں اور ملکوں کی تباہی و بربادی کا باعث ہو جاتا اور ایک ایسی دائمی بدامنی کا موجب بنتا ہے۔ کہ جس کی آگ بے انداز اموال کے ضیاع مدتوں کی کوششوں اور ہزاروں جانوں کے اتلاف کے باوجود فرو ہونے میں نہیں آتی۔

ظاہر ہے۔ کہ اگر کوئی شخص زید یا بکر کے باپ کو گالی دے اس کی ماں پر تہمت لگائے یا اس کی بیوی اور بہن کی عزت پر حملہ کر کے اس کے دل کو زخمی کرے۔ تو یہ زخم ہی مدت العمر مندمل ہونے میں نہیں آتے۔ اور باہمی لڑائی جھگڑے اور فساد و عناد سے بڑھ کر بعض اوقات قتل و غارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے حالانکہ یہ رشتہ صرف جسمانی اور دنیوی حدود تک ہی محدود ہوتا ہے۔ تو اس سے اندازہ کر لو۔ کہ کسی کے روحانی پیشوا کی ہتک توہین یا گالی گلوچ سے کس قدر بھیانک اور ہیبتناک مناظر پیش آنے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ اور بدقسمتی سے ہمارا ملک ہند ایسے افعال شنیعہ کے کسقدر کپکپا دینے والے مناظر اور واقعات کا معائنہ کر چکا ہے۔ کیونکہ روحانی پیشوا اور دینی مقتداء جو پاکوں کے پاک، مقدسین کے سرتاج بلکہ مظاہر خدا ہونے کی وجہ سے اپنے پیرودُں میں خدا کے بعد اس درجہ عزت و احترام اور منزلت و اکرام سے دیکھے اور تسلیم کیئے جاتے ہیں۔ کہ دنیوی رشتوں کی اس کے مقابلہ میں کوئی حقیقت ہی نہیں ہوتی۔ اور ان کے ماننے والے جان و مال و خویش و اقارب سے بڑھ کر عزت و آبرو تک کو بھی اُن کی عزت پر نثار و قربان کر دینا سعادت دارین اور ذریعۂ نجات یقین کرتے ہیں۔ پس حقیقت یہی ہے۔ کہ

کسی قوم کے مقدسین اور پاکباز نبیوں یا اوتاروں کی توہین کرنا یا ان کو گالی دینا اس زمانہ میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ جس سے قوموں میں نفاق و فساد کی آگ سلگتی اور دنیا میں خون خرابہ اور بدامنی کا دور دورہ ہو کر صلح و امن عنقا ہو جاتے ہیں۔

بھگوان کرشن جی مہاراج نے خدا سے نور پا کر، علم حاصل کر کے فیض معرفت لے کر اس پاپ کو مٹایا، اس گناہ دنا پاکی کو دور کیا۔ اور خدا کی کامل کتاب سے ایسا علم کلام اخذ کر کے دنیا کے تمام مذاہب کے ماننے والوں میں اسکو پھیلایا جس کی رو سے ابتداء سے لیکر اس زمانہ تک بلکہ آئندہ ہمیشہ ہمیش آنے والے سارے ہی خدا کے نبیوں، مقدسوں، رسولوں، اوتاروں اور خدا کے پیاروں کی عزت کا تحفظ ہو گیا۔ اور ان کی صداقت اور احترام دنیا میں قائم ہو گیا۔ اور یہی وہ اصل ہے جس کو قرآن کریم نے

ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر

لا نفرق بین احد من رسلہ

کا فرمان سنا کر جاری و ساری فرمایا۔ یہ صحیح ہے۔ کہ یہ فرمانِ الٰہی نزول قرآن کے وقت ہی سے موجود تھا۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ یہ حقیقت کھولی کس پر گئی؟ اور خدا نے کشف حقائق کے لیئے چنا تو کس کو؟ اس صداقت کے حصول کا سہرا بندھا تو کس کے سر؟ یہ ٹھیک ہے۔ اور ہم بھی یقین رکھتے ہیں۔ کہ قرآن کریم ایسی کامل الہامی کتاب ہے۔ اور وہ ایسا بحر بیکراں ہے جس میں معارف کے موتی۔ حقائق کے ہیرے اور علوم کے خزانے جمع ہیں۔ مگر مبارک ہے وہ مقدس وجود جس کے ذریعہ اُن علوم، حقائق و معارف کا اظہار ہوا۔ اور وہ منصۂ شہود پر آئے۔

الغرض میرے معزز ہندو بھائیو! اس زمانہ کے اوتار بھگوان کرشن جی مہاراج کی جے بولو! کہ اُس کے ذریعہ سے جہاں ایک طرف ایک مہا پاپ، بڑا بھاری گناہ اور ہیبتناک جرم دنیا سے دور ہوا۔ ہو رہا ہے اور ہوتا رہیگا۔ اور اس طرح **بھگوان کی صفت رودر** کا ظہور ہوا۔ وہاں آپ کی دوسری صفت یعنی **گوپال** کا بھی ظہور ہو گیا کہ سارے مقدسین اور پاکباز اوتاروں اور نبیوں کی عزت و عظمت قائم ہو گئی۔ اور کل جو لوگ اس انکشاف کے نہ ہونے کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں صدیقوں اور نبیوں کو جھوٹا کذاب اور مکّار خیال کرتے تھے۔ آج ان کو خدا کے پیارے صادق اور راستباز نبی مانتے اور ان پر سلام و درود بھیجنے لگے ہیں۔ پس اس طرح جہاں خدا کے مقدس اور پاک لوگوں کی توہین کرنے کے گناہ سے دنیا بچ گئی اور گناہ اور پاپ مٹا۔ وہاں خدا کی اُن مقدس گئوؤں نیک و بزرگ لوگوں کی کھوئی ہوئی عزت و وقار کے قیام سے **گوپال** کی صفت بھی اپنی پوری شان سے ظاہر ہوئی۔

میرے بھائیو! یہ بیان بہت طویل اور مضامین نہائت گہرے اور لمبے ہیں۔ میں اس مختصر سے مضمون میں لکھ سکتا ہوں۔ نہ ان سب کا جمع کرنا میری طاقت میں ہے۔ میں نے آپ کے ہاتھ میں ان علوم و معارف کا ایک سرا دیدیا ہے۔ اب آپ جوں جوں کوشش کریں گے۔ سوچیں گے حضرت بھگوان کرشن جی مہاراج کی کتابوں کے سمندر میں سے غوطے لگا لگا کر معارف کے موتی نکال لیں گے۔

حضور پُرنور نے شرائط بیعت مقرر فرمائے ہیں۔ اُن کو ملاحظہ فرمایئے۔ حضورؑ کی تعلیمات کی تفاصیل کتب میں ملاحظہ کیجیئے۔ کم از کم کشتی نوح اور پھر حضورؑ کے چرنوں میں پہنچنے والے خوش نصیب لوگوں کے حالات کا مطالعہ کریئے۔ آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ مشہور مقولہ

"چوروں قطب بنائے"

والی بات کس شوکت سے پوری ہوئی۔ کتنے ہی چور قطب بن گئے۔ اور کتنے ہی گناہ و معاصی کی زندگی میں لتھڑے رہنے والے ابدال ہو گئے۔ کتنے دہریت کے دریا میں غرق تھے مگر بھگوان کرشن کی سیوا کر کے ایسا پھل پایا۔ کہ اب وہ خود خدا نما ہو گئے۔ ہزاروں کو نور ایمان اور زیور اخلاق سے آراستہ کیا۔ جاہلوں کو عالم، عالموں کو عالم باعمل بنایا۔ وحشت و درندگی سے نکال کر انسان پھر انسان کامل اور خدا تک پہنچنے کے قابل بنا کر

گویا کروڑوں کروڑ پاپ مٹائے۔ اور لاکھوں لاکھ گئوؤں کا پالن کر کے اپنی دو نو صفات

رودر اور گوپال کا نمایاں رنگ میں ثبوت پیش کیا۔

نہ صرف اسی رنگ میں بھگوان جی مہاراج نے اپنی معروف صفات

رودر[1] اور گوپال[2]

کا مظاہرہ فرمایا۔ بلکہ اور بیسیوں طریق سے بھی اُن اوصاف کے اثرات و ثمرات دنیا پر پوری شان سے ظاہر ہوئے، ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ کیونکہ خدا کے یہ بزرگ رسول اور اوتار دنیا میں تخم ریزی کرنے کو آیا کرتے ہیں جس کی حفاظت اور آبیاری داشت اور برداشت اُن کے بعد اُن کے خلفاء، مریدوں، معتقدوں اور پیرودُں کے ذریعہ ہوا کرتی ہے۔ مسئلہ جہاد کے غلط مفہوم کے باعث جو اضطراب و ہیجان اور تشویش و ہراس ملکوں اور قوموں میں پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس کے خیال اور تصوّر سے جس طرح دنیا پر ایک لرزہ طاری تھا۔ مذہب کے نام پر جنگ و جدال کے جس سلسلۂ غیر متناہی کا نسل انسان کو اندیشہ لاحق تھا۔ وہ

اسی شاہزادۂ صلح و آشتی اور منبع امن و سلامتی کے ذریعہ دور ہوا۔

پیغام صلح پڑھ کر دیکھیئے کہ کیسی پائدار صلح کا طریق اس مجسمۂ رحمت نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں اہل ہند بلکہ دنیا بھر کی قوموں کو دیا۔ جس کے دُور رس نتائج و اثرات اور شیریں ثمرات سے لاکھوں کروڑوں پاپوں کے مٹنے اور لاکھوں ہی گئوؤں کے پالن کے سامان وابستہ ہیں۔

نہ صرف اسی پر بس ہے۔ بلکہ پاپ اور گناہ کے منبع اور سرچشمہ ہی کو بند کر دینے کے سامان اور مٹا دینے کے وسائل ایسے جو کبھی خطا نہ ہوں اسی موعود

بھگوان شری کرشن جی مہاراج

نے دنیا پر ظاہر کیئے۔ اور گناہ سوز ایمان۔ یقین و عرفان سے پُر معرفت الٰہی جس کے حصول کے بعد گناہ۔ پاپ کا ہمیشہ کے لیئے معدوم و نابود ہو جانا لازمی ہو جاتا ہے۔ یہ تمام حقائق و علوم اُسی چشمۂ فیض نے خدا سے حاصل کر کے دنیا کو بتائے۔ اور ہزاروں انسانوں کو اس سے فیض یاب کر کے ایسا فیض رواں اور چشمۂ صافی جاری فرمایا جس سے لاکھوں گئوئیں پلتی اور پرورش پاتی ہیں۔ اور اب یہی سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

اے مادرِ ہند کے سپوتو! اور اے خدا کے رشیوں اور مقدس اوتاروں کی اولاد! اور اے بھگوان کرشن جی مہاراج کے سچے عاشقو! نہائت ہی اختصار کے ساتھ اور بالکل اجمالی رنگ میں مَیں نے یہ چند امور آپ کے غور کے لیئے آپ کے پیش کیئے اور سامنے رکھے ہیں۔ آپ اگر سچے دل سے بھگوان کرشن جی مہاراج کے عاشق و شیدا ہیں۔ آپ اگر دل سے اُن پیشگوئیوں اور وعدوں کو سچا یقین کرتے ہیں۔ جو آپ کی کتب مقدسہ میں بھگوان کی آمد کے متعلق درج ہیں۔ اگر آپ کو سچا اندیشہ ہے۔ کہ بھگوان نے جند نر اوتار لے کر دنیا کی

ستگیری نہ کی۔ تو خدا کا نام لیوا دنیا میں کوئی بھی باقی نہ رہیگا
آپ اگر سچ مچ زمانہ کی بدی اور بدکاریوں، مصائب اور بیکاریوں
سے تنگ آ چکے ہیں۔ آپ اگر واقعی دنیا میں پاپ اور گناہ کی
وجہ سے راجوں کے سنگھاسن ہلتے اور غریبوں کے جھونپڑے
گرتے دیکھ رہے ہیں۔ ایک دوسرے کا خون چوس کر اپنے
جسم کی پرورش کرنے کا جذبہ اگر واقعی آپ کو دنیا میں
موجزن نظر آتا ہے۔ اگر آپ کے خیال بلکہ خیال ہی نہیں
یقین میں یہ بات حق اور سچ ہے۔ کہ

"اگر بھگوت گیتا میں کرشن بھگوان کا وعدہ سچا ہے۔ تو
اُن کے اوتار کی سب سے زیادہ ضرورت آجکل ہے"

تو پھر آپ ان پیش کردہ امور پر پوری توجہ، سچی تڑپ
اور گہری نظر ڈال کر کسی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کریں۔
اور میں اس یقین پر ہوں۔ کہ اگر آپ سچے دل سے غور
کریں سوچیں اور پھر اپنے ایشور سے روحانی گیان کی
مدد مانگیں۔ تو وہ دیالو کرپالو ضرور ضرور آپ کی فریاد
کو پہنچیں گے۔ اور ... سے آپ کی دستگیری کے سامان
فرمائیں گے۔ کیونکہ ہو نہیں سکتا۔ کہ ... کو خدا کے پانے
کی سچی تڑپ ہو۔ آپ اس کے ملنے کی سچی کوشش کریں۔
اور پھر اس سے پرارتھنا بھی کریں۔ تو وہ آپ کو محروم
رکھے۔ مگر یاد رہے۔ کہ شرط صدق۔ طریق وفا، اور
ضرورت استقلال حصول مقصد کے لئے بمنزلہ مجاہدہ
اور تپ مقرر ہیں۔

اب میں ایک اور چھوٹی سی مگر نہایت ہی قیمتی اور
پُراز معرفت بات آپ کے سامنے رکھتے ہوئے شری
بھگوان کرشن کی تلاش اور شناخت کو آپ کے لئے
آسان کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ کہ شائد یہی وہ بات
ہو جس کے سمجھنے سے آپ کی پیاس بجھے۔ اور
آپ کی متجسس فطرت کو تسلّی واطمینان میسّر آجائے۔ اور
وہ یہ ہے کہ

بھگوان کرشن جی مہاراج کی آمد، روپ درشن
اور اوتار سادھن کے متعلق آپ کی تمام
پیشگوئیوں کا نقطۂ مرکزی۔ کتب مقدسہ اور پُستکوں کا
نچوڑ۔ آپ لوگوں کی دلی خواہش۔ قلبی آرزو اور سچی
امنگ یہی ہے۔ کہ

بھگوان سرزمین ہند ہی میں جنم لیں جسکو آپ لوگ
دیوتاؤں اور اوتاروں کی سرزمین سمجھتے ہوئے
مقدس ترین یقین کرتے ہیں۔

آپ کی آرزو تھی دلی۔ تڑپ تھی سچی۔ پیاس تھی حقیقی
اور التجاء پرارتھنا تھی اضطراری۔ خدا نے آپ کے دلوں
کو دیکھا۔ اور اندرونی کیفیات پر نظر کی۔ آپ کے ہردوں کو
پرکھا۔ اور حالات پر توجہ فرمائی۔ اور آپ کی خواہش
کے مطابق اپنی رحمت کا نزول اسی خوش نصیب زمین
میں فرما کر اس کو ساری دنیا سے ممتاز اور سربلند
کر دیا۔ حالانکہ اس زمانہ کا موعود کل ادیان کا موعود
تھا۔ اور ساری قومیں اور سارے ہی ممالک کے لوگ
اس کے اپنے اپنے ممالک میں نزول کے امیدوار تھے۔
مسلمان، عیسائی۔ بدھ۔ یہودی۔ زرتشت، مجوس وغیرہ
کل ہی اقوام عالم اس وجود مقدس کے اپنے مقدس
مقامات میں جنم لینے کے خواہاں اور آرزومند تھے۔ مگر

سوائی دَانی جو پیا کو بھانی

خدا نے یہ عزت آپ کی سرزمین بھارت ماتا کو دیکر اُس
حکمت اور مصلحت کو بھی آشکار فرما دیا۔ کہ آنے والے موعود
کا اقوام ہند سے کوئی گہرا اور خاص ہی تعلق ہوگا۔ اور
میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ اسی امر کی طرف ایک اشارہ ہے
کہ آنے والے موعود کے جہاں دوسری قوموں کے مناسب حال
اوصاف اور نام ہونگے۔ وہاں ہندو قوم کے
لیئے اُن کے مناسب حال وہ

بھگوان کرشن کے رنگ، خوبو اور صفات
میں بھی ظاہر ہوگا۔

پس میرے بھائیو! یہ ایک ایسا امتیاز، اتنی
خصوصیّت اور بلند مقام ہے۔ کہ اس کے لیئے آپ لوگ
جتنا بھی خدا کا شکر بجا لائیں کم۔ اور جتنی بھی اس نعمت
کی قدر کریں تھوڑی ہوگی۔ خدا کا خاص فضل، اس کا
خاص انعام اور نمایاں امتیاز آپ کی طرف سے بھی نمایاں
ہی رنگ میں لبیک۔ اور قربانی چاہتا ہے۔ خدا کرے کہ
آپ اس کی قدر وقیمت کو سمجھیں۔ اور حق نعمت ادا
کر سکیں۔

دیکھو بھائیو! جس طرح اور اقوام عالم اپنی خواہش
ومرضی کے مطابق اس موعود کو حسب منشاء اور دلپسند
مقامات میں بلانے، جنم لینے اور نازل کرانے پر قادر
نہ تھے۔ اسی طرح کسی خاص ملک یا مقام میں جنم لینا اور
نازل ہونا۔ خود اُس موعودِ محبوب کے اپنے اختیار و
بس یا مرضی وخواہش پر بھی منحصر نہ تھا۔ خدا کی باریک
در باریک حکمتیں اور مصلحتیں ہیں۔ جن تک ہر انسان کی
عقل وعلم پہنچ سکتے ہیں۔ نہ اُن کی کنہہ کو پا سکتے ہیں۔
اس کی نظرِ انتخاب بالکل صحیح اور پسند فرمودہ ملک
لائق صد مبارک اور قابلِ صد ناز ہے۔ پس خدا کی ان
حکمتوں پر غور کرنے کی کوشش کرو۔ اور نعمتوں کی پوری
شکرگذاری ادا کرو۔ تاکہ خدا خوش ہو کر اپنے فضلوں اور
رحمتوں کو زیادہ وسیع اور زیادہ شاندار بنائے۔ اور
ہم سب کو اُن سے متمتع ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین

اب میں اپنے اس بیان کو ایک آخری بات
پر ختم کرتا اور ساری ہی ہندو جاتی سے خواہش کرتا ہوں
کہ وہ میرے اس بیان پر ٹھنڈے دل سے وچار کریں۔
موت کا وقت مقرر نہیں۔ اور نہ ہی کسی کو اس کا علم
دیا گیا ہے۔ فراغت کی گھڑیوں کی قدر کرو۔ اور پہلی
ہی فرصت میں ان امور پر گہری بچار اور پوری غور
کرنے کے ساتھ اپنے پرماتما کے حضور بھی صدق
نیّت اور خلوص دل سے التجاء و پکار اور دعا و پرارتھنا
کریں۔ کیونکہ حقیقی ہدایت اور اس تک پہنچانیوالا نور
بھی اسی کی طرف سے ملا کرتا ہے نہ کہ انسانی کوشش خود
اس کو پا سکتی ہے۔ اور میرا اپنا تجربہ مجھے اس یقین پر
قائم کرتا ہے۔ کہ

اُس کو سچّے دل سے پکارنے والا کبھی ناکام
ونامراد نہیں رہتا۔

مسلمانوں میں جس موعود کی انتظار اس زمانہ سے وابستہ
ہے علاوہ اور علامات کے ایک واضح بیّن کھلی اور
مسلمہ علامت اس موعود کی یہ بیان ہوئی ہے۔ کہ جب
وہ موعود مبعوث ہوگا۔ تو اس کے جسم پر

"دو زرد چادریں ہونگی۔"

یہ آج کی بات نہیں۔ بلکہ قریبًا چودہ سو برس پیشتر
سے مسلمانوں میں بطور ایک امانت کے چلی آرہی ہے۔ اور
گو مسلمان معبرین اور مفسرین وشارحین نے ان دو زرد چادروں
کو علم الرؤیا کے ماتحت تصوّر کرتے ہوئے اُن کی تاویل
وتعبیر کی ہے۔ اور اُن سے مراد دو بیماریاں لی ہیں جن
میں سے ایک اس مقدس وجود کے بالائی حصۂ جسم میں
اور دوسری زیریں حصۂ بدن میں سمجھی گئی ہیں۔ اور واقعات
نے اس کی تصدیق کر کے اس تعبیر کی صداقت کو بھی
اظہر من الشمس کر دیا ہے۔ مگر میں اگر ان دو زرد چادروں
کو ان کی اصلیت پر قائم رکھتے ہوئے بغیر کسی تعبیر
وتشریح کے ان کی ظاہری شکل میں دیکھا ہوا مان کر

دیکھنے والے مقدس ترین، سیّد الاوّلین و
الآخرین اُس پر کروڑوں درود اور ہمیشہ کی آفرین

کے ورد کرتا ہوا۔ اُس کی دوربین آنکھ، حقیقت رس
قوّتِ قدسی، اُس کی شان بلند اور مقام محمود کا دنیا میں
ہمیشہ ہمیش پرچار کرتا پھروں۔ تب بھی اس کی عزت
وعظمت، بزرگی اور رفعت شان کا اظہار نہ کر سکوں گا

دیکھو دوستو! اُس انسانِ کامل کو خدائے علّام الغیوب
نے آنے والے کی شکل دکھا دی تھی جس کو حضور پُر نور
نے اپنے لفظوں میں بیان فرمایا۔ اور چونکہ یہ ایک
روحانی نظارہ اور کشفی کیفیت تھی۔ صلحائے امت نے اس
کی تعبیر کرنا ضروری سمجھا۔ کیونکہ اس کے نیچے بھی
ایک حقیقت مضمر تھی۔

مگر آپ اگر اس نظارہ کو اس کے ظاہری معنوں
میں لیکر حقیقت واصلیت کی عینک اور چشمے لگا کر
معائنہ کریں۔ تو کیا آپ کو

بھگوان کرشن جی مہاراج کا وہی حُلیہ
نہ دکھائی دیگا؟ جو آپ کا مسلّمہ ہے۔

سوچو اور غور کرو منترو! یہ معمولی بات نہیں چھوٹا
سا معاملہ نہیں۔ آج ہی بلکہ ابھی کرشن جی مہاراج کی
کوئی پُرانی تصویر اٹھا کر سامنے رکھو۔ اور دیکھو۔
کہ بھگوان کا لباس کیا ہے؟

وہی دو زرد چادریں آپکے زیب تن

ہیں جن میں ملبوس بھگوان کو میرے آقا کے آقا نے خدا میں

نظر سے دیکھ کر دنیا پر ظاہر کیا۔ اور ایک ایسی ناقابلِ تردید صداقت کا اظہار فرما کر بھگوان کی منتظر قوموں کے لئے جہاں اس کی شناخت کی راہ کھولدی وہاں اُن پر حجت بھی تمام فرما دی۔ اور اگر میری یادِ غلطی نہیں کرتی۔ تو میرے خیال میں دو زرد چادریں خدا کے رشیوں منیوں اور اوتاروں پر آپ کے ہاں ایک مسلّمہ قومی لباس سمجھی جا کر باعثِ تقدس اور مظہرِ روحانیت گردانی جا چکی ہیں آپ ذرا اس کو نظرِ عمیق سے سوچ لیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِکْ
وَسَلِّمْ۔

آؤ بھائیو! آپ بھی میرے ساتھ مل کر بولو
"بھگوان کرشن جی مہاراج کی جے۔"

میرے پیارے بھائیو! میں نے بہت ہی اختصار اور اجمال سے اور بالکل ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بعض حقائق آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ اور ایک لمبی بیماری اور کمزوریوں کے باعث مجھ میں سردست اس سے زیادہ لکھنے کی ہمت ہے اور نہ ہی میں اپنے مافی الضمیر کی تشریح و توضیح پوری طرح کر سکا ہوں۔ خیالات جو میں نے پیش کئے ہیں۔ اگر ان پر غور کیا جائے اور اُن کی کُرید کی جائے۔ تو کئی قسم کے معارف ان کے نیچے چھپے ہوئے ملیں گے۔ خدا تعالےٰ نے مجھے توفیق دیدی تو پھر کبھی کچھ عرض کرونگا۔ ورنہ جس کو اللہ کریم توفیق بخشیں وہی اس کے اہل ہونگے

دیکھو میرے پیارے بزرگو! اور سجنو! ایمان قابلِ قدر وہی ہؤا کرتا ہے۔ جس میں ایک حد تک اخفاء اور غیب کا پردہ بھی پایا جاتا ہو۔ ورنہ اگر اخفاء اٹھ جائے اور پردہ ایسا دور ہو جائے کہ اس چیز کی حقیقت اور اصلیت اسطرح کھل جائے جیسے سورج یا چاند کا وجود تو اس حالت کا ایمان قطعاً قابلِ عزت نہیں ہو سکتا۔ بھلا کبھی آپ نے سنا کہ چودھویں کے چاند، نصف النہار کے سورج کو دیکھنے والی نظر بھی کوئی قابلِ عزت یا کسی ثواب پانے کی مستحق ہؤا کرتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ پس یہی سنت روحانیات کے معاملہ میں کارفرما ہے۔ لہٰذا آپ لوگ اپنی غور و پرداخت کے وقت اس اصول کو بھی مدّنظر رکھیں۔ اور

حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً

کہکر صداقتوں سے محروم رہنے والی قوموں سے عبرت پکڑیں۔

بھائیو! مجھے آپ کی ہمدردی اور محبت مجبور کرتی ہے۔ کہ بار بار وہی شعر الاپتا جاؤں۔ اور وہی گیت گاتا رہوں۔ کہ خبردار ہوشیار ہو کر قدم رکھنا ایسا نہ ہو کہ شیطان کے دھوکے میں آ جاؤ ہمیشہ اس اصل کو مدّنظر رکھنا۔ کہ

"براہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں"

بلکہ اس کے چرنوں میں آکر اس کے سیوکوں میں داخل ہو کر ہی سکھ اور پھل پاؤ گے کیونکہ بے لوث ہمدردی اور بے مزد خدمت کرنے والے سچے خیرخواہ دل کی پوری قدر نہ کرنا کبھی اچھا نہیں ؎

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اُس پہ قرباں ہے

(آپ کا داس عبدالرحمٰن قادیانی)

مکتوباتِ احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیّبہ پر ان مکتوبات سے بڑی روشنی پڑتی ہے۔ جو حضورؑ نے خود یا کسی کے عریضہ کے جواب میں لکھے۔ حضرت بھائی صاحب کے پاس ایسے مکتوبات کا ایک ذخیرہ تھا۔ مگر افسوس کہ دو سال ہوئے اُن کے ہاں ایک چوری ہوئی یا چوری کرائی گئی۔ جسمیں یہ قیمتی متاع بھی ضائع ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چند مکتوبات جو باقی رہ گئے۔ بھائی جی نے ازراہ محبت وہ شائع کرنے کیلئے مجھے مرحمت فرمائے۔ جو میں شکریہ سے شائع کر رہا ہوں۔" محمود احمد عرفانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

محترم ایڈیٹر صاحب "الحکم"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ چند تبرکات میرے پاس باقی رہ گئے ہیں۔ ازراہ کرم اپنے مؤقر اخبار میں کچھ جگہ دیکر ان کو اگر محفوظ کر دیں۔ تو سلسلہ کی ایک امانت کی حفاظت کے ثواب کے علاوہ میرے شکریہ کے بھی مستحق ہونگے۔

عبدالرحمٰن قادیانی ۲۶/۵/۳۸

(۱)

ایک زمانہ میں مجھے مؤقر اخبار "الحکم" کی اسسٹنٹ ایڈیٹری کی سعادت میسّر تھی جس کے سلسلہ میں اکثر اوقات سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں خود حاضر ہو کر یا بذریعہ تحریر حضور پُر نورؑ کے تازہ الہامات کشوف اور رؤیاء دریافت اور صحیح کراتے رہنے کی ذیل میں اس قسم کی بیسیوں تحریریں حضور والا شان کے دست مبارک کی رقم فرمودہ میرے پاس تھیں۔ جن کو میں نے تبرکاً محفوظ رکھا ہؤا تھا۔ بدقسمتی سے بعض ناگوار حادثات میں ایسی تمام تحریرات نیز بعض اور حضورؑ کے دست مبارک کے لکھے ہوئے کاغذات محفوظ نہ رہ سکے۔ اوراق کے ضائع ہو جانے کے باعث میں اُن تبرکات سے محروم رہ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون صرف چند ایسے تبرکات میری خوش نصیبی سے کسی مصلحت الٰہی کے ماتحت بچ رہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

آقائی و مولائی ایدکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضور آپ کا ایک الہام جس کا مضمون یہ ہے۔ آریوں کا بادشاہ آیا۔ اس کے اصل الفاظ کیا ہیں؟ فقط

عبدالرحمٰن قادیانی
۵ مارچ ۱۹۰۸ء

السلام علیکم
یہ مدت دراز کا الہام ہے مجھ کو حرف اسی قدر یاد ہے معلوم نہیں کہ یہ وہی الفاظ ہیں یا کچھ تغیر ہیں غالباً یاد پڑتا ہے کہ وہی الفاظ ہیں واللہ اعلم
غلام احمد

السلام علیکم

یہ مدت دراز کا الہام ہے۔ مجھ کو حرف اسی قدر یاد ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ وہی الفاظ ہیں۔ یا کچھ تغیر ہیں۔ غالباً یاد پڑتا ہے۔ کہ وہی الفاظ ہیں۔ واللہ اعلم

خاکسار غلام احمد

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

آقائی و مولائی ایدکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضور ۱۸ اپریل ۱۹۰۸ء کا الہام جو حضور نے ۱۹ کو قبل ظہر بیان فرمایا تھا۔ بغرض صحت پیش خدمت کر کے ملتجی ہوں کہ حضور ملاحظہ فرمائیں۔ نیز اس کے متعلق اگر کوئی تفہیم ہو۔ یا اس کے بعد کا کوئی اور الہام قابلِ اشاعت ہو۔ تو عطا فرمایا جاوے۔

۱۸ اپریل:–

زَلْزَلَۃُ الْاَرْضِ
حَقَّ الْعَذَابُ وَ تَدَلّٰی

ترجمہ:– زمین کا ہلنا۔ عذاب برحق ہے اور وہ اُتر آیا

خاکسار غلام در
عبدالرحمٰن قادیانی احمدی

بشریٰ - میرے لئے ایک نشان آسمان پر ظاہر ہوا
خیر و خوبی کا نشان - میری مرادیں پوری ہوئیں -

(۳)

ایک زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فداہ روحی نے مجھ غلام کو اپنے ایک عزیز مکرم مرزا محمد احسن بیگ صاحب رئیس کی درخواست پر اُن کے زمینداری کاروبار کی خدمات کے لئے راجپوتانہ جانے کا حکم دیا۔ جہاں کثرت جنگلات کے باعث وحوش اور درندوں کی بہتات تھی۔ اس زمانہ میں درندوں اور وحوش سے پالا پڑتا رہتا تھا جس میں پانچ سات چیتے اور ایک شیر نر کے شکار کے علاوہ بے شمار چیتل - سانبر - نیل گائے اور ہرن وغیرہ کا شکار کیا۔ اور یہ دو کھالیں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کرنے کو ساتھ لایا تھا۔ پہلے چیتل کی کھال پیش کی - اور جب اسکو شرف قبولیت مل گیا۔ تو چیتے کی کھال بھی پیش کر دی۔

نوٹ ۱؎ یاد رہے - کہ چیتل بارہ سنگا کی قسم کا ایک نہایت ہی خوبصورت جنگلی جانور ہوتا ہے - اور حلال جانوروں میں شمار ہوتا ہے۔
۲؎ - یہ زمانہ جس کا میں نے ذکر کیا دسمبر ۱۹۰۳ء سے دسمبر ۱۹۰۷ء تک کا ہے۔ اور اس عرصہ میں مجھے صرف تین یا چار مرتبہ قادیان آنیکا موقعہ میسر آیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

آقائی و مولائی ایدکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

حضور یہ ایک چیتے کی کھال ہے - قبول فرمائی جاوے اور اس خاکسار غلام کے حق میں دعا فرمائی جاوے کہ اللہ تعالےٰ خادم دین بنا دے - اعمال صالحات کی توفیق عطا ہو - اور ایسی پاک زندگی میسر آ جاوے جو خدا کی رضامندی کا باعث ہو - اور خاتمہ بالخیر ہو -

حضور اب لاہور جانے والے ہیں - ہماری بہت سی کمزوریاں حضور کے سایہ کی وجہ سے نظر انداز کی جاتی تھیں - اب حضور کے وجود مبارک کا سایہ جو کہ خدا کی طرف سے اس کے فضل اور رحمت کا سایہ بن کر ہماری سپر بنا ہوا تھا - حکمت الٰہی کی وجہ سے لاہور جاتا ہے - لہٰذا اب ہم لوگ حضور کی خاص دعا اور توجہ کے ازبس محتاج ہیں - لہٰذا نہایت عاجزی سے بصد ادب التماس ہے - کہ خاص خاص اوقات اس خاکسار اور حضور کی خادمہ اور بچے اور اور اقربا کے واسطے ضرور دعا کی جایا کرے - فقط

حضور کا خادم در
عبدالرحمٰن قادیانی احمدی بقلم خود - ۱۲ر اپریل ۱۹۰۸ء

السلام علیکم
کھال پہنچ گئی - جزاکم اللہ خیرا
انشاء اللہ دعا کروں گا - والسلام
مرزا غلام احمد

(۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

میرے آقا اور میرے مولا خدا آپ کا حامی و ناصر ہو - آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضور ایک کھال چیتل کی پیش خدمت کر کے ملتجی ہوں کہ قبول فرمائی جاوے - اور اس خاکسار کے حق میں دعا فرمائی جاوے - کہ اللہ تعالےٰ قوّتِ ایمانی اور توفیق اعمال صالحات عطا فرماوے - حضور میں بہت ہی کمزور اور قابل رحم ہوں - للہ میرے واسطے خاص طور سے دعا فرمائی جایا کرے - حضور ایسا ہو کہ میری زندگی دین کی خدمت میں حضور کی منشا اور رضائے الٰہی کے عین مطابق ہو جاوے - حضور میری یہ بھی خواہش ہے - کہ یہ کھال حضور کی نشستگاہ میں ایسی جگہ رہے - جہاں ہمیشہ میرے واسطے حضور کی خدمت میں دعاؤں کے واسطے عرض کرتی رہے آمین فقط

خاکسار غلام در
عبدالرحمٰن قادیانی احمدی ۵ر اپریل ۱۹۰۸ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
کھال پہنچ گئی - جزاکم اللہ خیراً - انشاء اللہ اپنے استعمال میں لائی جاوے گی - والسلام
مرزا غلام احمد

(۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

آقائی و مولائی ایدکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضور مبلغ عصہ روپیہ پیش خدمت کر کے ملتجی ہوں - للہ قبول فرمایا جاوے - اور خاکسار غلام کے حق میں دعا فرمائی جاوے کہ اللہ تعالےٰ خدمت دین کی توفیق عطا فرماوے اور قوت ایمانی اور اعمال صالحات کی توفیق ملے - اور خاتمہ بالخیر ہو - آمین -

حضور کی خادمہ اور ایک بچہ عبدالقادر بھی دعا کے محتاج ہیں - ان کے حق میں بھی سعادت دارین اور انجام بخیر کی دعا فرمائی جاوے - حضور میں بہت کمزور حالت میں ہوں - مجھے خاص خاص دعاؤں میں یاد فرمایا جاوے - والسلام

خاکسار
عبدالرحمٰن قادیانی احمدی
۱۳ر اپریل ۱۹۰۸ء

(بقیہ مضمون اور حضرت صاحب کا جواب صفحہ ۲۰ پر دیکھیں)

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

اس جواب کے اندر کیا کیا حقائق بھرے ہیں ۔ اور کیسے اخلاق کریمانہ اور الطاف شاہانہ اس تحریر سے مترشح ہوتے ہیں ۔ یہ تو ایک لمبا بیان ہے ۔ البتہ جاننے والے جانتے ہیں ۔ کہ حضور علیہ السلام کو خدائی الہام کے ماتحت آنے والی ساعت کا علم اور یقین ہو چکا تھا ۔ مجھ غلام کو حضور اقدس علیہ السلام نے سراسر رحم اور کرم سے اس آخری وقت کی قدمبوسی کی سعادت سے محروم ہونے سے بچا لیا ۔ ورنہ ممکن تھا ۔ کہ قادیان آکر کوئی ایسی روک پیدا ہو جاتی ۔ کہ پھر میں ہمیشہ کے لئے اس محرومی کے باعث کفِ تاسف ملتا رہتا ۔ کیونکہ پھر جلد ہی جیسا کہ احباب سے مخفی نہیں ۔ حضور کے وصال کا وقت آن پہنچا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آقائی و مولائی فداک روحی ایدکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

حضور قادیان سے حضور کی خادمہ کا آج ہی خط آیا ہے کہ رات کے وقت ہمیں تنہائی کی وجہ سے خوف آتا ہے ۔ کیونکہ جس مکان میں میں رہتا ہوں ۔ وہ بالکل باہر ہے ۔ الہٰذا اگر حکم ہو ۔ اور حضور اجازت دیں ۔ تو میں جا کر ان کو کسی دوسرے مکان میں تبدیل کرا آؤں ۔ یا اگر حضور کے دولت سرائے میں کوئی کوٹھری خالی ہو تو وہاں چھوڑ آؤں ۔ جیسا حکم ہو تعمیل کی جاوے ۔

حضور کی دعاؤں کا محتاج خادم در

عبدالرحمٰن قادیانی احمدی ۱۴؍ مئی ۱۹۰۸ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ابھی جانا مناسب نہیں ہے ۔ لکھ دیں ۔ کہ کسی شخص کو یعنی کسی عورت کو رات کو سُلا لیا کریں ۔ یا مولوی شیر علی صاحب بندوبست کر دیں ۔ کہ کوئی لڑکا اُن کے پاس سویا کرے ۔

مرزا غلام احمد

وصایا

نمبر ۴۸۶۳

منکہ صغریٰ بیگم زوجہ مولوی محمد نذیر صاحب قریشی مبلغ قوم ... عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت اکتوبر ۱۹۳۴ء ساکن قادیان ... گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{7}{37}$ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔

میری وفات کے وقت جسقدر میری جائیداد ہو ۔ اس کے ... حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں ۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی ۔ میری موجود جائیداد حسب ذیل ہے ۔

مہر مبلغ دو صد روپیہ بذمہ خاوند ۔ زیور طلائی چوڑیاں یک صد روپیہ ۔ کل جائیداد تین صد روپیہ ۔

الامۃ ۔ صغریٰ بیگم بقلم خود ۔

گواہ شد : ۔ حکیم محمد فیروز الدین انسپکٹر بیت المال ۔

گواہ شد : ۔ محمد نذیر قریشی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

نمبر ۵۰۶۷

منکہ محمد والد مولوی زباد الرحیم صاحب مرحوم قوم مسلمان پیشہ گورنمنٹ ملازمت عمر ۳۷ سال تین ماہ تاریخ بیعت $\frac{8}{24}$ 24 ساکن کرلینڈا ڈاکخانہ خاص ضلع بنکورا صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{4}{38}$ 3 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔

میری کل جائیداد جس کی قیمت اندازاً ۷۵۵/- روپیہ ہے ۔ لیکن میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے ۔ جو کہ اس وقت ۱۲۴/- روپے ماہوار ہے ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا ۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں ۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہوگی ۔ اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں ۔ تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا ۔

العبد : ۔ محمد

گواہ شد : ۔ رحیم بخش

گواہ شد : ۔ ابوالقاسم خاں

بھائی عبدالرحمٰن صاحب کا اعتذار

محترم ایڈیٹر صاحب الحکم حضرت عرفانی سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ آپ نے جس دعویٰ سے اور جوش جتاتے ہوئے اور جس نیت اور اخلاص کے مدنظر میرے کچھ حالات اپنے موقر اخبار میں شائع فرمائے ہیں ۔ میں بھی آپ کے ان خدمات کی دل سے قدر کرتا اور آپکے حق کو تسلیم کرتے ہوئے سر تسلیم خم کرتا ہوں ۔ اللہ کریم آپکی اس نیت کو قبول فرما کر آپکے اس عمل کو آپکے اور میرے واسطے بھی سعادت دارین کا باعث بنائیں ۔ آمین

جیسا کہ آپ کو علم ہے ۔ یہ حالات میرے پرائیویٹ خطوط کا مجموعہ ہیں ۔ جو میں نے کئی سال کے عرصہ میں وقتاً فوقتاً عزیز مکرم مرزا برکت علی صاحب آف عبادان کے اصرار پر اُن کو لکھ کر بھیجے تھے ۔ اور اُن کے متعلق میری اُن سے خواہش تھی ۔ کہ کم از کم میری زندگی میں ان کو شائع نہ کریں ۔ مگر کسی باریک در باریک مصلحت الٰہی کے ماتحت یہ کاغذات آپکے قبضہ میں آگئے ۔ اور آپ نے ان کی اشاعت کا سلسلہ جاری فرما دیا ۔ انسانی علم کمزور اور بالکل محدود ہے ۔ خدا کی حکمتوں تک رسائی انسانی عقل اور اس کی طاقت و مقدرت سے بہت بالا ہے وہ یہ بھی نہیں جان سکتا کہ کب اور کس وقت کسی کام کا ہونا موجب رحمت اور باعثِ برکت ہو سکتا ہے ۔ لہٰذا اس کی مشیت اور مرضی کے سامنے جھک جانا ۔ اور اسی کی رضاء کو ہر چیز پر مقدم کرنا سعادت دارین کا باعث یقین کرتے ہوئے آپ کے راستہ میں روک ڈالنا میں نے پسند نہ کیا ۔ اور آپ سے صرف یہ خواہش کی تھی ۔ کہ کم از کم نظر ثانی کا موقعہ مجھے دیا جائے مگر آپ نے پسند نہ کیا ۔ اور یہ کہتے ہوئے کہ

جو کچھ لکھا جا چکا ہے اس میں خوبی کی بجائے تم خرابی کے سوا کیا اضافہ وا یزادی کرو گے ؟

نظر ثانی کی بھی آپ نے اجازت نہ دی ۔ میں تصدیق کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں ۔ کہ آپ کی رائے واقعی درست وزنی اور صحیح تھی ۔ کیونکہ پہلے جو کچھ لکھا گیا تھا نہ معلوم کن جذبات اور تاثرات کے ماتحت کس وفور اور جوش کی بنا پر تھا ۔ اور بالکل ممکن تھا کہ وہ حالات نظر ثانی کرتے وقت مجھے میسر نہ آتے ۔ مگر

۴۴

... کوتاہی جو پہلے بھی میرے ذہن میں تھی ۔ اور اب اُسے زیادہ شدت سے میں محسوس کرنے لگا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ ان خطوط میں بعض ان میرے مخلص اور دلی دوستوں کا ذکر بالکل ہی مجمل بلکہ برائے نام آیا تھا حالانکہ ... دراصل میرے اولین صدیقوں اور خاص محبوں میں سے تھے ۔ اور ان کے متعلق میرے دلی جذبات اور قلبی تاثرات بہت نمایاں اور گہرے تھے ۔ اور ان کے اور میرے تعلقات پورے صدق و صفا اور اتحاد و ...